www.neweramagazine.com

حیام

از سیدہ انعم بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیام

از سیدہ انعم بخاری

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

یہاں گاؤں کی زندگی سچ میں بہت مشکل تھی۔ جہاں وہ مشکل سے کہیں گیارہ یا بارہ بجے سو کر اُٹھا کرتی تھی وہ بھی اپنی اماں کے زبردستی کرنے پر، یہاں اُسے صبح پانچ بجے اُٹھا دیا جاتا۔ منال نے اُس کا اب تک خوب ساتھ دیا تھا۔ وہ جہاں تک ہوتا اُس کو اُس نئی زندگی میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ یہاں حویلی میں سب بہت اچھے تھے، سوائے اماں بیگم کے۔

اُسے یہاں رہتے ایک ہفتے سے زیادہ ہو چکا تھا۔ حویلی کے مرد کبھی اُس کے سامنے تک نہ آئے تھے۔ پردے کا خاصا اہتمام کیا جاتا۔ لیکن وہ بھی اپنے نام کی شاید ایک ہی تھی، ویسے تو وہ اماں بیگم کے حکم پر بھی اپنا کمرہ نہ چھوڑتی لیکن اگر کبھی باہر کی دنیا دیکھنے نکل ہی آتی تو ڈوپٹہ ہمیشہ کی طرح ایک طرف کو جھول رہا ہوتا۔ وہ اماں بیگم کو زچ کرنے میں کہاں پیچھے رہنا چاہتی تھی۔

آج بھی دن ڈھلنے کو آ گیا تھا۔ سردی شاید اپنے اختتام کو آ چکی تھی لیکن گاؤں میں رات ڈھلتے ہی زور پکڑ لیتی، نجانے گاؤں والوں سے کیا بیر تھا اُسے۔

بالوں کو چٹیا میں باندھے، لٹیں معمول کے مطابق چہرے کا طواف کر رہیں تھیں، سفید رنگ کا سادہ لباس اوڑھے جس کا ڈوپٹہ ہمیشہ کی طرح گلے میں پھانس کی صورت جھول رہا تھا، بازوؤں کے گرد براؤن رنگی چادر پھیلائے وہ اماں بیگم کے سامنے اُن کے کمرے میں کھڑی اُن کے بولنے کی منتظر تھی۔

"بی بی!! اس حویلی میں آ ہی گئی اے تو یہاں کی بیبیوں کے پردے کی عزت کرنا سیکھ۔
تو بھی اُن سی اے لیکن تجھے سید زادی آکھنا گناہ لاگے اے۔"

حیام کا سر تا پاؤں جائزہ لیتیں وہ اُسے کہہ تو سچ ہی رہیں تھیں۔

تو اپنی بیبیوں سے کہیں مجھ سے دور رہا کریں۔مجھے کوئی شوق نہیں میل جول
"بڑھانے کا۔"

اُس کے لاپرواہی سے دیئے اس جواب پر باہر سعدیہ کے ہمراہ کھڑی منال نے اپنا ماتھا
پیٹ لیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ تمہارا شہر نہیں ہے بی بی۔۔۔"

"حیام نام ہے میرا۔۔۔"

اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ پاگل، جھلی غصہ دکھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تو ہوگا، میں نے کب انکار کیا ہے لیکن یہ گاؤں ہے، مرالہ۔۔۔اس حویلی میں جو میں
چاہوں وہ نام ہوگا تیرا۔"

وہ کتنا کچھ باور کروا گئیں تھیں اُسے۔

"میں آپ کا کھلونا نہیں ہوں اور آج سے یہ حویلی آپ کی نہیں رہی۔ دیکھتی جائیں سب کچھ اُلٹ جائے گا۔ حکمرانی کے دور چلے سکون کی نیند سونے۔"

اُن کی جانب جُھکتی، اُن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے گھورتی وہ سیٹی کی دُھن بجاتی کمرے سے نکل گئی۔ اماں بیگم بس آنکھوں میں وحشت سمیٹے اُس کی پشت کو گھورتے رہ گئیں۔ باہر نکلتے ہی منال نے اُسے غصے سے دیکھا لیکن وہ بس اُس کی بانہوں میں بانہیں ڈالے لیے چل دی۔

ہم اپنے تیور وقت آنے پر آزمائیں گے

شہر تم خرید لو حکومت ہم چلائیں گے

اب کے وہ کوئی شعر بلند آواز گنگنا رہی تھی۔ حویلی کی دیواریں، حویلی کی بنیادیں کانپ اُٹھی تھیں۔ بغاوت کی جنگ شروع ہونے کو تھی۔ باغی اپنی فوج لیے سرحد کنارے پہنچ رہا تھا اور نقصان۔۔۔ وہ تو صرف اس حویلی کا ہونا تھا۔ کسی نے مر جانا تھا اور کسی نے جی لینا تھا۔ جو مر جاتا وہ اپنے ساتھ صدیوں کے راز لیے جاتا اور جو جی لینے کو زندہ رہ جاتا، وہ نجانے آنے والی کتنی صدیوں کو حکومت کرتا اور حویلی۔۔۔ وہ تو بس غلامی کی چکی میں پسنے کو رہ گئی تھی۔ آخر کب تک؟؟

پریشے لان میں بیٹھی آسمان تکنے میں مصروف تھی۔وہ حال میں موجود ہو کر بھی ماضی میں کھوئی ہوئی تھی۔کچھ روز پہلے بازل اُس سے ملنے آیا تھا۔کتنا کچھ کہہ کر گیا تھا۔ایک فیصلہ۔۔ فیصلہ ہی تو کرنا تھا اُسے۔ہر مرتبہ فیصلے کی تمام ڈوریں اُسے ہی کیوں تھمادی جاتیں تھیں؟ایک مرتبہ تب جب آرز کے لیے اُس کی ماں نے اُس سے پہلے دفعہ بات کی تھی اور ایک مرتبہ اب۔۔۔۔۔

"پریشے!!میں جانتا ہوں تمہارے ساتھ جو بھی ہوا،غلط ہوا۔میں چاہتا تھا تمہیں سب بتادوں لیکن نہیں بتا سکتا تھا۔رشتوں سے محبت کے کئی قرض چکانا تھے مجھے لیکن اب۔۔۔میرے پاؤں ہر قسم کی زنجیر سے آزاد ہیں۔میں تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہیں آپ؟"

اس وقت وہ دونوں گھر سے باہر کھڑی گاڑی میں موجود تھے۔وہ پری سے بات کرنے آیا تھا اور گھر میں سب کی موجودگی میں وہ بات نہیں کر سکتا تھا،سو وہ باہر چلی آئی۔

"میں اُسے راضی کر لوں گا،وہ تم سے ہی شادی کرے گا۔"

"لیکن میں یہ شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

پری کے جواب پر بازل نے اُس کو غور سے دیکھا۔کوئی شکوہ،کسی تکلیف کا کوئی تاثر

ڈھونڈھنے سے نہ ملتا تھا۔

"یوں مت دیکھیں مجھے، میں پاگل تھی۔ وقتی غصہ ضرور تھا لیکن میں خوش ہوں۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور مجھے نہیں لگتا کہ ہم میں سے کسی کو بھی یہ حق ہے کہ ہم اُن کے درمیان آجائیں۔ شکر ہے کہ صرف منگنی ہوئی تھی، وہ بھی ایک دن کی۔ کیا عمر پائی ہے۔"

وہ کہتے ہوئے ہنس دی۔

"تم جھوٹی مسکراہٹ کیوں مسکرا رہی ہو؟"

"آپ کو کس نے کہا ایسا؟ ارے اتنے دنوں بعد تو کھل کے سچ کا مسکرائی ہوں۔ میں اُس رشتے سے خوش نہیں تھی۔ سمجھ لیں حیام اور آرز بھائی کی طرح ہی مجبور تھی، اپنے لیے نہیں کچھ کر سکی تھی۔ لیکن سچ بتاؤں اس کا ہر گز مطلب یہ نہیں کہ حیام نے میرے ساتھ اچھا کیا۔ وہ مجھے بتاتی تو میں اُس کی طرح مجبور کبھی نہ رہتی۔ وہ تو مجھے خوش گمانیوں کی ڈور تھما کر چلی گئی تھی، یہ بھی نہ سوچا اُس نے کہ میرا دل سچ میں آرز بھائی کے دل کی ڈگر کو چل پڑتا۔۔۔ پھر؟"

"ایک دن میں؟؟"

بازل کے سوال پر دونوں ہنسنے لگے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ نہیں جانتے یہ لڑکیاں بہت پاگل ہوتیں ہیں، کوئی مسکرا کر دیکھ بھی لے تو سمجھتی ہیں کہ فلاں تو اُس کے عشق میں پاگل ہو گیا ہے۔"

"You mean to say that, Girls are dumb."

وہ مسکرایا۔ وہ بات کو طول دے رہا تھا، شاید چاہتا تھا کہ وہ بولتی رہے۔

"آپ خود ہوں گے۔ لڑکیاں سمجھدار بھی ہوتی ہیں۔"

گردن اکڑائے اُس نے تعریف کرنا چاہی۔

"مثلاً کیسے؟ کیا سمجھداری کی ہے تم نے؟"

"یہی کہ یہ دیکھیں۔۔۔۔ "اپنا ہاتھ اُس کے سامنے کیا۔" انگوٹھی اُتار دی ہے میں نے۔ وہ آئے گی تو اُسے اُس کی امانت سونپ دوں گی۔"

بازل نے اُس کو پڑھنا چاہا۔

"میں تم سے اُس کی طرف سے معافی مانگتا ہوں۔"

"ضرورت نہیں۔"

بازل اُسے ہی دیکھ رہا تھا لیکن وہ ونڈ سکرین سے باہر کو دیکھ رہی تھی۔

"کیوں؟"

"وہ گئی تھی تو معافی مانگ کر گئی تھی۔ میں نے سوچا کہ کبھی معاف نہ کروں لیکن کرنا پڑ گیا۔"

"پوچھ سکتا ہوں کیوں؟"

"کس لیے معاف نہ کرتی؟ اُس نے مجھ سے اپنی امانت ہی تو مانگنا چاہی تھی۔"

وہ خاموش ہو گئی اور اپنے ہاتھ تکنے لگی۔

"اب کیا سوچ رہی ہو؟"

"سوچ رہی ہوں کہ امی کو کیا بتاؤں گی؟ بے فکر رہیں حیام کا نام نہیں آئے گا، میں اپنی کوئی وجوہات دے دوں گی۔"

وہ مسکرائی لیکن بازل کو لگا کہ وہ محض مسکرانے کی سعی کر رہی ہے۔

"شادی کرو گی مجھ سے؟"

پری نے جھٹ سے اُس کی جانب دیکھا۔

"ترس کھا رہے ہیں مجھ پر؟"

اُس کے چہرے پر حیرانی تھی لیکن سامنے والے کے چہرے پر مسکراہٹ۔

"نہیں، کبھی تمہیں اُس نظر سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ آج دیکھا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ انگوٹھی تو وہ تمہارے لیے ہی بنی ہے، کسی دوسرے کی امانت نہیں ہاں لیکن وہ میرے نام کی نسبت کی ہوتی تو کیا ہی بات تھی۔"

"ابھی شاید کچھ وقت پہلے آپ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ آپ میری شادی اپنے بھائی سے کروائیں گے۔"

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے وہ دونوں ایک دوسرے کو جواب دے رہے تھے۔

"آرزے سے ہی سیکھا ہے میں نے کہ کسی کو اپنا بنانے کے لیے ایک لمحہ کافی ہوتا ہے۔"

پری ہنسنے لگی۔

"پھر یہ بھی سیکھا ہوگا کہ چھوڑ دینا بھی کتنا اہم ہوتا ہے؟"

بازل نے چہرہ سامنے کو موڑ لیا۔

"وہ اپنی جگہ غلط نہیں ہے۔ یہ لڑکیوں کو ہر وقت یہی کیوں لگتا ہے کہ صرف وہ ہی مجبور ہوتی ہیں؟ کبھی یہ سوچا ہے کہ مرد جب مجبور ہوتا ہے نا تو وہ دکھنے میں بظاہر کٹھور ہی کیوں نہ لگے، اندر سے مر رہا ہوتا ہے۔ اُس کی ذات سے وابستہ قربانیاں کیوں نہیں

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دکھتیں لوگوں کو؟ کیونکہ وہ مرد ہے۔"

اُس کے لہجے میں موجود غصے کو پری نے جانچ لیا تھا تبھی خاموش رہی۔

"میں چلتی ہوں۔"

گاڑی کا دروازہ کھول وہ باہر نکل گئی، تب ہی بازل نے آگے کو ہو کر ایک مرتبہ پھر اُسے پکارا۔

"پریشے!! تم فیصلہ کر لینا۔ میں انتظار کروں گا۔"

اُس کے کسی بھی جواب کا انتظار کیے بغیر وہ چلا گیا جب کہ وہ وہیں کھڑی رہی۔ وہ ماضی سے حال میں لوٹی۔

وہ فیصلہ کر چکی تھی۔ اُسے صرف ٹھیک وقت کا انتظار تھا۔

رات کے کھانے پر تمام گھر کے لوگ ٹیبل پر موجود تھے۔ جب مصطفیٰ صاحب نے بات کا آغاز کیا۔

"بھائی! کچھ بتانا ہے آپ کو۔۔"

"ہاں، بتاؤ؟"

مصطفیٰ صاحب نے ایک مرتبہ نائلہ بیگم کو دیکھا جنہوں نے آہستہ سے اثبات میں سر

ہلایا۔

"آپ لوگ بازل کے لیے کوئی اچھی سی لڑکی ڈھونڈ لیں۔"

حسن صاحب کے ہاتھ تھمے۔چہرہ مصطفیٰ صاحب کی جانب کیا۔

"اپنی بات مکمل کرو۔۔۔"

"میں حیام کی شادی بازل سے نہیں کرنا چاہتا۔میں دیکھ لوں گا آگے جو کرنا ہوا۔آپ
یہ رشتہ ختم سمجھیں۔"

وہاں موجود کوئی بھی کھانا نہیں کھا رہا تھا،سب کی سانسیں اٹکی ہوئیں تھیں۔ہاں،البتہ

آرزحسن خوب دلجوئی سے کھانے میں مصروف تھا۔

"کیا اول فول بولے جا رہے ہو مصطفیٰ؟"

ندا بیگم نے تیز آواز میں بولا۔

بھابھی! آپ کا غصہ بجا ہے لیکن میری بیٹی راضی نہیں۔وہ انکار کر چکی ہے اور میں"

"وعدہ۔

"ٹھیک ہے جیسے تم مناسب سمجھو۔"

حسن صاحب نے آہستگی سے کہتے ایک مرتبہ پھر کھانا شروع کیا۔ مصطفیٰ صاحب کو شک ہوا کہ وہ ٹھیک نہیں۔ کوئی شکوہ، کوئی گلہ، غصہ ہی کر لیتے۔ یوں خاموشی اختیار کر لینا، یہ ردِ عمل تو نہ سوچا تھا اُنہوں نے۔

"بھائی!! آپ۔۔۔۔۔"

"میں کھانا کھا چکا ہوں۔ ندا میرے لیے چائے لے آئیں۔"

وہ کچھ بھی سُنے بغیر، کہے بغیر وہاں سے چلے گئے۔

"امی میرے لیے بھی چائے بھجوا دیجئے گا۔"

آرز اُٹھا اور جاتے جاتے رکا۔

"میٹھا زیادہ رکھیے گا۔" وہ کہہ کر چلا گیا۔

ہاں، وہ ایسا ہی تھا۔۔ عجیب سا۔ (بھلا کبھی لڑکے بھی چائے پیتے ہیں؟ وہ تو کافی پیا کرتے ہیں۔) یہ حیام کا کہنا تھا۔۔۔ (وہ بھی بغیر چینی کے۔) لیکن ہائے یہ قسمت! آرز میاں اُن باقی لڑکوں کی طرح نہ تھے۔ وہ چائے پیتا تھا، خاصی کڑک اور میٹھا ایسا کہ اُف۔ حیام تو کبھی ایسی چائے کو ہاتھ نہ لگاتی۔ وہ تو چائے پیتی ہی کہاں تھی، کافی پیتی تھی اور بغیر چینی کے۔ اُن کی کہانی میں شاید کرداروں نے اپنی جگہیں ایک دوسرے سے بدل لیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیام اُسے چائے پیتا دیکھ ہمیشہ مشعل سے کہا کرتی۔۔۔۔

"مجھے اُس بندی کی قسمت پر رونا آرہا ہے۔"

اور وہ پوچھتی۔

"کس کی؟"

"ارے!! وہی جس کی شادی تمہارے بھائی سے ہوگی۔ دیکھو نا یہ چائے پی رہے ہیں، وہ اللہ کی بندی کتنے خواب سجا کر آئے گی اور ایک یہ ہیں کہ اُففففف چھوڑو۔"

لیکن اُس کا دماغ تو نجانے کیا تھا، شاید سوال بنانے کی فیکٹری۔

"یار یہ موٹے کیوں نہیں ہوتے ہیں؟ بھر بھر کر میٹھا کھاتے ہیں، پیتے ہیں۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے یہ بنے ہی شکر سے ہیں لیکن جب بولتے ہیں نا تو معلوم پڑتا ہے کہ نہیں، کڑواہٹ بھری پڑی ہے ان میں۔ کڑوے کریلوں سے بنے ہوئے ہوں گے۔"

ایک سوال سے وہ کب تیسرے سوال تک جا پہنچی اور کب وہاں سے۔۔۔۔۔۔

خیر، وہ ہوتی تو پوچھتی۔ مشعل تمام باتوں کو ذہن سے جھٹکتی اُٹھ آرز کے پیچھے ہی چل دی۔

مشعل آرز کے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ کہیں موجود نہ تھا۔البتہ بیڈ پر رکھے لیپ ٹاپ پر احمد فراز کی غزل گنگنائی جا رہی تھی۔اُس نے لیپ ٹاپ کی سکرین اپنی جانب گھمائی تو سامنے حیام کی تصویر تھی۔

جب یار نے رختِ سفر باندھا کب ضبط کا یارا اس دن تھا

ہر درد نے دل کو سہلایا کیا حال ہمارا اس دن تھا

جب خواب ہوئیں اس کی آنکھیں جب دھند ہوا اس کا چہرہ

ہر اشک ستارہ اس شب تھا ہر زخم انگارہ اس دن تھا

سب یادوں کے ہوتے سوتے ہم کس سے گلے مل کر روتے

کب گلیاں اپنی گلیاں تھیں کب شہر ہمارا اس دن تھا

جب تجھ سے ذرا غافل ٹھہرے ہر یاد نے دل پر دستک دی

جب سب پہ تمہارا نام نہ تھا ہر دکھ نے پکارا اس دن تھا

اک تم ہی فراز نہ تھے تنہا اب کے تو بلاوا جب آئی

اک بھیڑ لگی تھی مقتل میں ہر درد کا مارا اس دن تھا

غزل ختم ہو چکی تھی۔ باتھ روم سے پانی کے بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ وہ ضرور وہیں تھا۔ مشعل بیڈ پر بیٹھ گئی، نظریں ابھی بھی حیام کے چہرے پر ٹکیں تھیں۔

وہ اُس کی امی کی اینیور سری کے دن کی تصویر تھی، وہی دن جب اُس کی قسمت دبے قدموں اُس پاگل سے روٹھ گئی تھی اور اُسے معلوم تک نہ ہوا تھا۔

آرز کمرے میں آ چکا تھا، وہ مشعل سے کچھ فاصلے پر کھڑا اُسے تکنے لگا۔

"گڑیا؟؟"

مشعل نے چہرہ موڑ کر اُس کی جانب دیکھا۔

"آپ گاؤں چلے جائیں۔۔۔۔۔"

"کیوں؟"

مشعل کی اس بات پر وہ خود کو لاپرواہ ظاہر کرتا ڈریسنگ پر رکھی چیزیں اِدھر اُدھر کرنے لگا۔

"وہ۔۔۔۔۔۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ بدل جائے گی، وہاں رہ کر۔۔۔۔"

آرز نے آنکھیں موندے اپنے دل میں مشعل کی بات کا جواب خود کو دیا۔

(تمہیں شک ہے، لگتا ہے لیکن مجھے یقین ہے۔)

"آپ کو ڈر نہیں لگتا کہ گر وہ بدل گئی تو۔۔۔۔"

"تو۔۔؟ تو کیا ہو گا؟ کچھ نہیں ہو گا۔"

وہ اُس کی بات ادھوری چھوڑ کر تو لاپرواہ بننے کی اداکاری کر رہا تھا تو اُس پر داد واجب تھی۔

"زندگی چلتی رہے گی، مشعل! جیسے اب چل رہی ہے۔ زندگی ٹھہراؤ کا نام نہیں ہے، زندگی تو تغیر پذیری کا دوسرا نام ہے۔"

"جی لیں گے اُس کے بغیر؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels, Afsanay, Articles, Books, Poetry, Interviews

ایک لمحے کے لیے اُس کی آنکھوں میں بے یقینی پھیلی جو کہ اب نہ تھی۔۔

"کوئی کسی کے بغیر نہیں مرتا۔ وہ میرے بناء جی رہی ہے اور میں اُس کے تو لگ رہا ہے کہ لوگ غلط کہتے ہیں فلاں نہ ملا تو مر جائیں گے، کوئی نہیں مرتا۔"

"بازل بھائی بتا رہے تھے کہ خالہ اماں بہت سخت ہیں اپنے اصولوں کے معاملے میں۔ آپ دونوں کا ملنا قسمت میں ہوا بھی تو درمیان آ کھڑی ہوں گی۔"

وہ شاید اُسے ڈرا رہی تھی۔

"وہ خدا تو نہیں ہیں مشعل۔۔ خدا تو وہ اوپر ہے، وہ جو چاہے تو خالہ اماں سے ہزار مخالف

ہی کیوں نہ کھڑے ہو جائیں وہ پھر بھی مجھے مل جائے گی۔ لیکن تم دیکھنا کہ میں اُن کے سامنے جاؤں گا نا تو پگھل جائیں گی۔"

مشعل مسکرائی۔ جو وہ سننا چاہتی تھی، سُن کر دل کو تسلی ہوئی تھی۔

"چلتی ہوں۔"

آرز نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ وہ کمرے سے نکل کر باہر آئی۔ ہاتھ میں پکڑے موبائل کو نظر کے سامنے کیا جہاں حیام کو کال ملائی گئی تھی۔ وقت چل رہا تھا۔۔۔ پندرہ منٹ، اٹھارہ سیکنڈز سے وہ کال چل رہی تھی۔ یقیناً وہ سُن رہی تھی۔

مشعل نے موبائل کان سے لگایا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی دوسری جانب سے کال کاٹ دی گئی۔

وہ گاؤں میں قیام اتنے دنوں سے آرز حسن کو بھولنے کی جو تگ ودو کر رہی تھی، ایک فون کال بس ایک۔۔۔۔ اُس کی تمام کوششیں پانی کی مانند بہہ گئی تھیں۔ اس حویلی کے لوگ ٹھیک کہتے تھے یہ شہر اور اُس میں بسنے والے لوگ بہت ظالم تھے، بہت ظالم۔۔۔۔

حیام اپنے آنسو پونچھتی بالکونی کا دروازہ کھولتی باہر نکل چاند کو تکنے لگی۔ اُسے وہ کمرہ جسے اپنا کہنے کا دعویٰ وہ کر چکی تھی ایک مرتبہ پھر اجنبی لگ رہا تھا، آرز حسن سے وابستہ کوئی

شے جسے خیرات کا نام دے حیام کی جھولی میں ڈال دیا گیا ہو۔

دور تک پھیلے مرالہ کے کھیت سنسان تھے۔ ساری آبادی اپنے گھروں میں سو چکی تھی۔ یہاں رات شاید عشاء ہوتے ہی جو ہوئی چلی جاتی تھی۔ اگر اس پہر اُسے کوئی یوں بے پردہ باہر کھڑے دیکھ لیتا تو اُسے اماں بیگم کے غضب سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا، آرزِ حسن بھی نہیں۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

سورج کی پہلی کرن نمودار ہو چکی تھی۔ زندگی اپنے معمول پر رواں دواں تھی۔ سیاہ شلوار قمیض اوڑھے، سیاہ ہی چادر خود کے گرد لپیٹے بالوں کو آج پھر سے کھولا ہوا تھا۔ سیاہ رنگ سچ میں اُس پر خوب جچتا تھا۔ وہ ٹہلتے ہوئے برآمدے تک آئی۔ آج حویلی میں معمول سے بڑھ کر چہل پہل تھی۔ پاس سے گزرتی ملازمہ کو روک پوچھا۔

"کیا کوئی آرہا ہے؟"

"ہاں۔۔۔۔۔"

جواب اُس کے پیچھے سے آتی کرن نے دیا۔

"کون؟"

"گاؤں کی عورتیں۔۔۔"

"کیوں؟"

"آج جمعہ ہے، گاؤں کی عورتیں آتی ہیں یہاں ہر جمعہ اماں سے اپنے مسائل کے حل جاننے کو۔"

حیام طنزیہ ہنسی۔

"یہ لوگ بھی نا۔اپنے مسائل خدا کے پاس کیوں نہیں لے جاتے؟ یہ لوگوں کا سہارا ہی کیوں ڈھونڈنے نکل پڑتے ہیں؟"

"بیشک !! خدا سے بڑھ کر کسی پریشانی کا حل کسی دوسرے کے پاس نہیں لیکن وسیلے بھی خدا ہی تو پیدا کرتا ہے۔اور ہو سکتا ہے نا کہ یہ تمام لوگ اُسی کسی وسیلے کی تلاش میں ہوں اور وہ اماں ہیں۔"

"تمہاری اماں وسیلہ نہیں ہو سکتیں، ہر گز نہیں۔خدا کرے کہ اُن تمام لوگوں کو عقل آجائے۔"

منال اُسے تکتی رہ گئی جبکہ وہ وہاں سے نکلتی منال کے کمرے کی جانب چل دی۔آج سعدیہ نہیں آئی تھی، وجہ وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔اُسے سعدیہ کی عادت ہو گئی تھی۔ وہ معصوم لڑکی اُسے اچھی لگی تھی۔

منال کے کمرے تک پہنچ وہ رُکی۔ پھر کچھ سوچ کر دروازے پر دستک دی۔

"آجائیں۔۔۔"

منال کی آواز سُن اندر چلی آئی۔

حیرت ہے، حیام پہلی مرتبہ خود چل کر مجھ تک آئی ہے تو ضرور کوئی اہم بات ہو گی۔"

اُسے دیکھتی منال نے شاید کوئی طعنہ دیا تھا۔

"یوں بولتے ہوئے تم بالکل اس حویلی کی ہی معلوم ہوتی ہو۔اچھا چھوڑو سُنا ہے آج گاؤں کی عورتیں آرہی ہیں۔"

وہ وہیں بیڈ پر جا بیٹھی جبکہ منال ڈریسنگ کے سامنے کھڑی ڈوپٹہ حجاب کی صورت اپنے چہرے کے گرد لپیٹ رہی تھی۔ چہرہ پانی سے تر تھا، قمیض کی آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئیں تھیں جہاں ٹپکا ٹپکا پانی بہہ رہا تھا۔وہ شاید ابھی ابھی وضو کرکے آئی تھی۔

"ہاں، آج جمعہ ہے۔"

وہ ہنسی۔

"کیوں ہنس رہی ہو؟"

منال نے اُس کے سوال پر اُس کی جانب دیکھا اور چل کر اُس تک آئی۔

"تمہیں دیکھ کر ہنسی آرہی ہے۔ سنو!! ابھی تم تک کوئی حکم تو نہیں پہنچا؟؟"

"نہیں، کیوں؟"

"سوال بہت پوچھتی ہو تم۔ خیر بہتر ہے کہ یہی رہو۔ یہاں تمہاری تلاش میں کوئی نہیں آئے گا۔ اس کمرے سے باہر حویلی کی فوجیں تمہیں ڈھونڈنے کو ماری ماری پھریں گی۔"

"لو میں نے کون سا کوئی قتل کر دیا ہے؟"

"کیا نہیں، پر کر تو سکتی ہو نا؟"

"میں سمجھی نہیں۔۔۔"

حیام کے چہرے پر ناسمجھی تھی۔ منال اُس کے قریب وہیں بیڈ پر بیٹھ گئی۔

"وہ چاہیں گی کہ تم مل جاؤ تو تمہارے اس حلیے کو بدلوا ڈالیں۔ گاؤں والوں کی نظر میں یہاں کی بیبیوں کا تصور تم سا نہیں ہے۔ کوئی دیکھے گا تو خبر پورے گاؤں میں پھیل سکتی ہے اور یہاں کی اماں بیگم کو اپنی عزت بہت پیاری ہے۔"

حیام طنزیہ مسکرائی جبکہ منال اُٹھ کھڑی ہوئی۔ حیام نے اُس کا ہاتھ تھام اُسے روکا اور

خود بھی اُٹھ اُس کے مقابل کھڑی ہوئی۔

"تو سمجھو کہ آج سرحد پر فائرنگ کی تڑتڑاہٹ سے یہ حویلی کانپ اُٹھے گی۔ حیام بخاری کا پہلا وار ہی بہت ظالم ہونے والا ہے۔"

"کیا کرو گی تم؟"

اب کے منال کے چہرے پر تجسس کی چڑیا آ بیٹھی۔

"خود سوچو اور بتاؤ، میں کیا کر سکتی ہوں۔۔؟"

"تم حویلی کا دروازہ کھلواؤ گی؟"

منال کی بات پر وہ مسکرائی۔

"نہیں، لیکن آج میں یعنی کہ اس حویلی کی نام نہاد سیدہ بی بی کھلے آسمان تلے سانس لے کر دکھاؤں گی، وہ بھی پورے گاؤں کے سامنے۔۔اور ہاں، اچھا لگا کہ تمہیں مجھ پر بھروسہ ہے میں وہ دروازہ کھلوا سکتی ہوں۔"

ایک بی بی کے حویلی سے باہر منہ جھانکنے کا مطلب منال اچھے سے جانتی تھی۔ حیام چاہے سے وہ کام اماں کے خلاف اُن کے اصولوں کو توڑنا چاہتی تھی لیکن یہ ایک عذاب تھا، ایک قیامت تھی۔ خوف کا سایہ اُس کے چہرے پر لہرایا جو حیام نے دیکھا تھا

یا نہیں لیکن بس اتنا معلوم تھا کہ آج حویلی پر غضب ڈھلنے والا تھا۔

"تم کیا کرنے لگی ہو؟"

"سورۃ الکہف کی تلاوت۔۔۔۔۔"

منال کی آواز کانپ رہی تھی۔شاید حیام نے محسوس نہ کیا تھا یا وہ محسوس کرنا نہیں چاہتی تھی۔

"میں یہاں لیٹ جاؤں تو کوئی مسئلہ تو نہیں۔۔؟؟"

بیڈ کی جانب اشارہ کیا گیا۔

"نہیں، تم لیٹ جاؤ۔۔میں وہاں صوفے پر بیٹھ جاؤں گی۔"

منال اب تک وہیں کھڑی تھی جبکہ حیام لیٹ چکی تھی۔

"اچھا سنو! میرا موبائل لا دو مجھے اور ہاں، الماری کے نچلے خانے میں کپڑوں کے پیچھے ہینڈ فری بھی رکھی ہو گی۔میری پیاری دوست وہ بھی لا دو۔"

منال نے محض سر ہلایا۔

منال نے اُسے موبائل اور ہینڈ فری لا دی تھی۔خود وہ ایک جانب صوفے پر قرآن لیے بیٹھ گئی۔وہ قرآن کی تلاوت کر رہی تھی جو کہ حیام نہ سُن سکتی تھی۔اُس کی سماعت اُس

پُر روشن خدا کے احکامات سُننے سے عاری تھی۔اُس کی سماعت تہہ در تہہ اس وقتی دنیا کی رنگینیوں میں غفلت کی دُھن سُننے کو کوشاں تھی۔کیا خدا کا قہر تھا جو نازل ہو رہا تھا، وہ بھی ایک سیدزادی پر۔منال نے اپنے دل میں خدا سے خواہش کی۔

(یااللہ! میرا ساتھ دیں کہ ایک سیدزادی کو اُسکے اصل تک لے آؤں۔قیامت سے پہلے قیامت برپامت ہونے دیجئے گا۔حیام بخاری کا دل روشن کر دیں۔اسے اپنے اصل سے جوڑ دیں۔اسے سیدزادی بننا سیکھا دیں۔)

ساتھ ہی آنسو کا ایک قطرہ اُس کی آنکھ سے بہہ نکلا۔

اس خاک کو ہدایت دے مولا

اُس خاک میں ملنے سے پہلے

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ دونوں اس وقت آفس میں موجود تھے۔آرز کے ہمراہ بیٹھا وہ کوئی فائل ڈسکس کر رہا تھا۔جب آرز نے پوچھا۔

"امی ابو کو کب تک یوں انجان رکھیں گے ہم؟"

بازل پہلے تو کچھ نہ بولا لیکن بہت سوچنے سمجھنے کے بعد آخر بول پڑا۔

"معلوم نہیں۔۔۔آرز! تجھے معلوم ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

"وہ کیوں؟"

"کل چچا جان نے جب رشتے سے انکار کی بات کی تو مجھے لگا کہ ابو اندر، کہیں بہت اندر سے ٹوٹ گئے۔اُنہیں اپنے بھائی سے یوں اس سب کی توقع نہ تھی۔اب جب اُنہیں معلوم ہو گا کہ یہ چھائی بدگمانی اُن کے بھائی کی بدولت ہے ہی نہیں تو مزید بکھر جائیں گے، نہیں؟"

"میں سب سنبھال لوں گا۔تو بس یہ بتا کہ کب بتائے گا اُنہیں؟"

شاید اُسے کسی کام کی بہت جلدی تھی۔بازل کے جواب دینے سے پہلے ہی اُس کے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔بازل موبائل تھامے مسکرا رہا تھا۔آرز اُس کے ایک ایک عمل کو قریب سے دیکھ رہا تھا۔

"وہ مان گئی ہے یقیناً۔۔۔۔۔۔"

بازل نے حیرت سے دیکھا۔آرز مسکراتا ہوا ایک مرتبہ پھر فائل کھنگال رہا تھا۔

"نہیں، مطلب۔۔۔؟"

"انکار کر دیا کیا؟"

آرزنے حیرت کا اظہار کیا جبکہ چہرے پر دبی دبی سی مسکراہٹ اب بھی واضح تھی۔

"نہیں، کیا منحوس باتیں کر رہا ہے؟"

اُس کے یوں کہنے پر آرز کھل کر ہنسا۔

"تو مرد بن کر بول نامان گئی ہے۔"

"تجھے کیسے معلوم کہ میں نے؟"

بازل جی بھر کے حیران ہوا تھا۔

"تیری مسکراہٹ مجھے تو کیا پوری دنیا دیکھ کر بتا سکتی ہے کہ کیا معاملہ ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بکواس نہ کر۔"

بازل اب تک شش و پنج کا شکار تھا۔

"تو بھول رہا ہے کہ میں بھی اس راستے سے کبھی گزرا ہوں جہاں آج تو ہے۔"

بازل نے اُسے نرم نگاہوں سے دیکھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اب کی بار آرز کے موبائل پر شاہ میر کا نام جگمگانے لگا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ مسکرائے۔ آرز نے کال پک کرتے ہی سپیکر پر ڈالی اور سلام کیا۔ سلام کرتے ہی وہ شروع ہو چکا تھا۔

"تجھے پتہ ہے یہ کمینا بازل بڑی توپ چیز نکلا ہے یار۔"

"ہیں؟ کیوں؟"

شاہ میر حویلی کے پچھلے دروازے پر ٹہل رہا تھا۔ سامنے باورچی بڑے بڑے پتیلے اور دیگیں چڑھائے کام پر لگے تھے۔ حویلی میں صدا سے کھانے کا اہتمام یوں ہی ہوا کرتا تھا۔ پورے گاؤں میں تین وقت کا کھانا حویلی سے ہی جاتا۔ خدا یونہی تو عزت اور برکتیں عطا نہیں کیا کرتا۔ خدا کے بندوں کو خوش اور راضی رکھنے کا ہی تو صلہ دنیا میں اور آخرت میں تو یقیناً ملا کرتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دیکھ تو ذرا لڑکی ڈھونڈلی، منالی، اس کی سپیڈ چیک کر تو بس۔"

بازل آرز کو سُن خجل سا ہوا۔

"مبارکاں ویرے! سُن لڑکی کون ہے؟ نام ہی بتادے؟"

شاہ میر واقعتاً خوش ہوا تھا۔۔

"پری۔۔۔۔۔۔پریشے رحمان۔۔۔"

آرز اور بازل دونوں مسکرا رہے تھے جبکہ شاہ میر کی مسکراہٹ سمٹی۔

"پریشے۔۔۔۔یہ تو وہی۔۔۔"

آرز نے ٹوکا۔

"اُسکے ساتھ میں پہلے ہی بہت بُرا کر چکا ہوں۔ میرا بھائی میری غلطیاں سدھارتے سدھارتے تھک جائے گا۔"

بازل نے ایک مکا اُس کے منہ پر جڑا۔

"کمینے! دوبارہ ایسی بات مت کری، ورنہ تجھے اُٹھا کر باہر پھینک دوں گا وہ بھی شاہ میر بھائی کی کھڑکی سے۔"

آرز سمجھنے کی کوشش کرنے لگا کہ اُس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ جبکہ بازل کی بات پر موبائل کے اُس پار شاہ میر کا قہقہہ حویلی کے باہر گونجا۔

"تو میرا یار تھا بغیرت انسان، تو میرے دشمنوں میں کب سے شامل ہو گیا۔ اور ہماری باتیں اب لوگوں کے منہ سے سُننا ہی رہ گیا تھا۔"

آرز کا تو مانو برا حال تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ بازل اُس کی حیام کے لیے فکر اور شاہ میر کو آدھی رات گئے اُٹھانے والی بات جان گیا تھا اور ظاہر ہے بتانے والا وہی شاہ میر ہی تھا۔

"میرے یار! اب یہ بھی ہم لوگوں میں ہی ہے۔ مانا کہ پہلے عورتوں میں زیادہ اُٹھتا بیٹھتا تھا لیکن خیر اب ماشاءاللہ سے ٹھیک ہو گیا ہے۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب کی بار منہ بگاڑنے کی باری بازل کی تھی۔ بازل ہمیشہ کی طرح کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن کہہ نہیں پایا، وجہ شاہ میر کی طرف سے بشیرا بیگم کی ہانپتی ہوئی آوازیں آنے لگیں تھیں۔

"چھوٹے شاہ!!!! چھوٹے شاہ!!!"

"بشیرا بی کیا ہوا ہے؟"

موبائل کان پر سے ہٹاتے وہ اُن کی جانب گھوما۔

"سیدہ بی بی۔۔۔اماں بیگم سے الجھ رہی ہیں۔آپ کے لیے بلاوا بھیجا گیا ہے۔ جلدی چلیں۔"

"چلیں۔۔۔۔میں بعد میں بات کرتا ہوں تم لوگوں سے۔"

وہ کال کاٹ کر چلا گیا جب کہ آرز پیچھے شاہ میر شاہ میر کہتا رہ گیا۔وہ الجھن اور پریشانی دونوں کا شکار تھا۔ کیا ہوا تھا وہاں ایسا؟ حیام تو ٹھیک تھی نا؟اور یہ کون سیدہ بی بی آ گئی تھی حویلی میں، وہ تو کسی سیدہ بی بی کو نہ جانتا تھا۔

❤ جاری ہے ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین